ماہ شعبان کی بدعتیں

(از جناب مولوی حکیم محمد بشیر صاحب مبارکپوری مدرس مدرسہ میاں صاحبؒ دہلی)

اکثر دیکھا گیا ہے کہ عقل کے دشمن یا بالفاظ دیگر دنیاوی لالچی اچھی اور عمدہ چیزوں کو بغیر ملاوٹ کے نہیں چھوڑتے ماہ شعبان ہی کو دیکھ لیجئے کیسا متبرک اور بزرگیوں والا مہینہ ہے۔ اس مہینہ کی عظمت ذیل کی حدیثوں سے بخوبی واضح ہوتی ہے عن ام سلمۃ قالت ما رأیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یصوم شہرین متتابعین الا شعبان ورمضان ترمذی ص۹۲ یعنی حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مہینے پے در پے روزے رکھتے ہوئے سوائے شعبان اور رمضان کے نہیں دیکھا۔ عن عائشۃ انہا قالت ما رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صیاما منہ فی شعبان کان یصوم الا قلیلا بل کان یصوم کلہ ترمذی ص۹۲ یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو (علاوہ رمضان کے) شعبان سے زیادہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ کچھ کم پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے بلکہ پورا مہینہ روزے ہی میں گذار دیتے تھے عن اسامۃ بن زید قال قلت یا رسول اللہ لم ارک تصوم من شہر من الشہور ما تصوم فی شعبان قال ذلک شہر یغفل الناس عنہ بین رجب ورمضان وھو شہر ترفع فیہ الاعمال الی رب العالمین فاُحبُّ ان یرفع عملی وانا صائم رواہ ابوداؤد والنسائی وصححہ ابن خزیمۃ کذا فی تحفۃ الاحوذی ص۱۲۵ج۲ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ میں نے آپ کو کسی مہینہ میں (سوائے رمضان کے) اتنے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا جسقدر آپ شعبان میں رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ اس رجب اور رمضان کے درمیان والے مہینہ کی فضیلت سے غافل ہیں حالانکہ اس مہینہ میں لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، میری چاہت یہ ہے کہ میرے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے میری روزہ داری کی حالت میں پیش ہوں۔

احادیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ اس مہینہ کی بزرگی منانے کا اسلامی اور مسنون طریقہ صرف یہی ہے کہ کثرت سے روزے رکھے جائیں اور بس۔ لیکن شریعت سے ناواقفوں نے اس مبارک مہینہ کو بھی **بدعت**[1] جیسی گھناؤنی چیز سے ملوث کئے بغیر نہیں چھوڑا اور اس گندی بدعت کی ترویج کیلئے اپنے یا اپنے بزرگوں کے اقوال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرف بے دریغ منسوب کر دیا۔ مولوی عبدالحی لکھنوی حنفیؒ اپنی کتاب "الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ" کے صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں فان کثیرا

---

[1] بدعت کی تعریف اور اس کی نامقبولیت کو خود صاحب شریعت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد۔ (متفق علیہ) کذا فی المشکوٰۃ ص۲۷ یعنی رسول خدا فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ہمارے اس دین اسلام میں اپنی طرف سے کوئی ایسی نئی چیز نکالے گا جس کی شریعت محمدیہ میں کوئی اصل نہیں وہ مردود ہے یعنی ذریعہ گمراہی ہے۔ ۱۲ منہ سلمہ ربہ

من الزهاد کانوا جاهلین غیر ممیزین بین ما یحل لهم وما یحرم علیهم فکانوا یظنون ان وضع الحدیث ترغیبا وترهیبا لا باس بہ بل ھو موجب للاجر الا تری الی عبادۃ ما نا مما لم یمارس العلوم ولم یوفق لخدمۃ ارباب الفھوم کیف اھملوا فی ارتکاب البدعات ظنا منھم ان ارتکابھا من الحسنات وکثیر منھم قد علمھم شیوخھم الصلوٰت بتراکیب مخصوصۃ لا انھا تثبت بالاخبار المرویۃ بل بناءً علی ان التطوعات لا یضر فیھا اختیار الکمیۃ المعینۃ والکیفیۃ المشخصۃ فعلموھم لیعملوا بھا ولا یتکاسلوا عنھا فظن المریدون انھا کلھا من الحضرۃ النبویۃ فاسندوھا الی الحضرۃ العلیۃ انتھی بلفظہ یعنی جماعت صوفیہ اکثر جاہل تھی جکو اتنا بھی نہیں معلوم تھا کہ کون کون سی چیزیں ہمارے لئے حلال ہیں اور کون کون سی چیزیں ہم پر حرام ہیں یہ لوگ خیال کرتے تھے کہ ترغیب و ترہیب میں حدیثوں کو گڑھنا گناہ کا کام نہیں ہے بلکہ ثواب کا کام ہے۔ آجکل کے صوفیوں کو دیکھو جنھیں الف کے نام بے نہیں آتا یا علم میں کچے ہیں اور نہ عالموں کی خدمت ہی میں رہے کس طرح بدعتوں میں گھسے جا رہے ہیں یہ سمجھکر کہ ہم لوگ نیکی اور ثواب کما رہے ہیں۔ ان جاہل صوفیوں میں عموماً وہ لوگ ہیں جن کو اُن کے استادوں نے خاص طریقے پر نماز پڑھنے کو سکھایا تھا لیکن اسلئے نہیں کہ یہ سنت نبویہ سے ثابت ہے بلکہ اسلئے کہ نوافل میں کسی خاص کمیت و کیفیت پر عمل کرنے سے کچھ حرج نہیں ہوتا۔ لیکن مریدوں نے اپنی جہالت سے سمجھ لیا کہ یہ سب حدیث ہی کی باتیں ہونگی پھر کیا تھا جھٹ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا۔

حالانکہ اس حرام فعل پر سخت وعید آئی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ عن ربعی بن حراش انہ سمع علیا رضی اللہ عنہ یخطب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تکذبوا علی فانہ من یکذب علی یلج النار (مقدمہ مسلم) یعنی جن باتوں کو میں نے نہیں کہا ہے ان کو میری طرف منسوب نہ کرو کیونکہ ایسا کرنیوالوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔

پس ایسے لوگوں کے میل جول سے بھی بچنا چاہیے چنانچہ ارشاد ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباءکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ ص۲۸ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانے میں بہتیرے دجال اور جھوٹے پیدا ہونگے جو تم لوگوں کے سامنے ایسی نئی نئی حدیثیں گھڑ گھڑ کر پیش کرینگے جن کو نہ تم نے اور نہ تمہارے بزرگوں نے سنا ہوگا۔ پس تم لوگ نہ تو ان کے پاس جاؤ اور نہ ان لوگوں کو اپنے پاس آنے دو۔ تاکہ وہ لوگ تم لوگوں کو گمراہ نہ کر سکیں اور نہ فتنۂ اخروی میں ڈال سکیں۔ **العیاذ باللہ۔**

ایسے ناعاقبت اندیشوں کو و نیز جملہ مسلمان کو ان لغویات اور گمراہی سے روکنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ پ۴ یعنی تم مسلمان بہتر اور اچھی جماعت ہو کیونکہ شریعت کے مسائل پر چلنے کا حکم کرتے ہو اور شرک و بدعت وغیرہ بری باتوں سے روکتے ہو۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے فمن جاھدھم بیدہ فھو مومن ومن جاھدھم بلسانہ فھو مومن ومن جاھدھم بقلبہ فھو مومن ولیس وراء ذلک من الایمان حبۃ من خردل (مسلم) کذا فی المشکوٰۃ ص۲۹ یعنی جو شخص ان کذابوں، برے فعل کرنیوالوں کو ان کے فعل خبیث سے اپنے قوت بازو سے روکیگا وہ مومن (کامل) ہے اور جو وعظ و نصیحت کر کے باز رکھیگا وہ مومن (کامل) ہے اور

جو شخص کم از کم دل ہی سے برا جانتا ہے وہ بھی مومن ہے اور جن میں اِن میں سے کوئی صورت بھی نہیں پائی جاتی ان میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہیں۔

بناءً علیہ چاہتا ہوں کہ اس ماہ مبارک میں مروجہ بدعات کو اور اُن کے متعلق احادیث موضوعہ کو مختصر طور پر ذکر کردوں وباللہ التوفیق۔ **پہلی بدعت**۔ شعبان کی پندرہویں رات کو مختص تعداد اور خاص کیفیت پر نماز کو حکم شرعی سمجھکر پڑھنا۔ اس کے متعلق متعدد حدیثیں وضع کی گئی ہیں۔ **پہلی حدیث** قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی فی ھذہ اللیلۃ مائۃ رکعۃ ارسل اللہ الیھا مائۃ ملک ثلثون یبشرونہ بالجنۃ وثلثون یؤمنونہ عن عذاب النار وثلثون یدفعون عنہ آفات الدنیا وعشرۃ یدفعون عنہ مکائد الشیطان کذا فی الکشاف ص۳۵۸/۲ ترجمہ رسولخدا صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص اس (پندرہویں شعبان کی) رات میں سو رکعتیں پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے سو فرشتے بھیجتا ہے تیس اسے جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور تیس عذاب نار سے اُسے امن دیتے ہیں اور تیس اس سے دنیا کی بلائیں دور کرتے ہیں اور دس اُسے شیطان کے دھوکے سے دور کرتے ہیں۔

یہ حدیث موضوع ہے کیونکہ صاحب الکشاف[ع] نے (جن کی پیدائش ۴۶۷ھ کی ہے) اس حدیث کو بغیر سند اور حوالہ کے بیان کیا ہے۔ اور یہ حدیث کسی دوسرے طریق سے آئی بھی نہیں ہے۔ اور اس قسم کی حدیثیں موضوع ہوتی ہیں الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص۲۱ میں ہے۔ فان الحدیث اذا لم یکن لہ سند جید ولم یخل طریق من طرقہ عن مجھول وضعیف وساقط ونحو ذلک من المجروحین وکان فی نفس المتن مالا یخلو عن رکاکۃ دل ذلک علی کونہ موضوعاً۔ انتہی۔۔۔۔ یعنی حدیث کی سند کا جید نہ ہونا اور اس کی سندوں میں سے کسی سند کا مجہول، ضعیف، ساقط، وغیرہ مجروح راویوں سے خالی نہ ہونا اور خود متن حدیث کا بھی رکاکت سے خالی نہ ہونا اُس حدیث کی موضوعیت پر دلالت کرتا ہے اصول حدیث کی مسلمہ کتاب شرح نخبہ کے ص۹۱ میں ہے وعند الجمھور لا یقبل حتی یسمی یعنی حدیث بغیر سند کے جمہور محدثین کے نزدیک مقبول نہیں ہوتی۔ بس معلوم ہوا کہ صاحب الکشاف کی پیش کردہ حدیث موضوع اور نامقبول ہے۔

دوسری حدیث۔ عن ابی ھریرۃ مرفوعاً من صلی لیلۃ النصف من شعبان ثنتی عشرۃ رکعۃ یقرأ فی کل رکعۃ قل ھو اللہ احد ثلثین مرۃ لم یخرج حتی یری مقعدہ من الجنۃ ویشفع فی عشر من اھل بیتہ کلھم وجبت لہ النار اخرجہ ابن الجوزی بسندہ وقال انہ موضوع وفی سندہ مجاھیل واقرہ علیہ السیوطی وابن عراق وابن حجر وغیرھم کذا فی الآثار المرفوعۃ ص۶۲۱۔ یعنی ابوہریرہؓ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جو شخص شعبان کی پندرہویں رات کو بارہ رکعت نماز اسطرح پڑھیگا کہ ہر رکعت میں قل ھو اللہ احد تیس تیس مرتبہ پڑھے وہ نہیں مریگا تاوقتیکہ اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھ نہ لے اور اس کی شفاعت اس کے گھر کے دس جہنمیوں کے بارے میں قبول کی جائے گی۔ اس حدیث کو ابن الجوزی، ابن عراق، سیوطی، ابن حجر وغیرہم سب لوگوں نے

[ع] صاحب الکشاف زمخشری کر کے مشہور ہیں نام محمود باپ کا نام عمر کنیت ابوالقاسم تھی اور لقب جاراللہ۔ خوارزم کے ایک گاؤں زمخشر میں بروز چہار شنبہ ۲۷ رجب ۴۶۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور خوارزم کے قصبہ جرجانیہ میں ماہ ذی الحجہ یوم عرفہ انتقال کیا۔ سال دفات میں اختلاف ہے علامہ ملا کاتب چلپی "کشف الظنون" ص۳۰۹/۲ میں سال وفات ۵۳۸ھ بتاتے ہیں اور مولوی عبدالحی لکھنوی حنفی "الفوائد البہیہ" ص۸۷ میں اور

موضوع کہا ہے اور اس حدیث کے راویوں کو مجہول بتایا ہے احادیث موضوعہ مذکورہ بالا کے علاوہ اس بارے میں اور کئی ایک موضوع حدیثیں آئی ہیں جو بخوف طوالت چھوڑ دی گئیں۔

دوسری بدعت۔ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو حکم شرعی سمجھکر روزہ رکھنا۔ اس کے متعلق بھی حدیثیں گھڑی گئی ہیں جو ذیل میں درج ہیں۔

پہلی حدیث۔ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا و صوموا نھارھا فان اللہ ینزل فیھا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ الا مسترزق فارزقہ الا مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر وفی سندہ ابو بکر بن عبد اللہ بن محمد رموہ بالکذب وراوی عبد اللہ وصالح ابنا احمد عن ابیھما قال کان یضع الحدیث انتھی ملخصا تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی ص ۵۳ ج ۲۔ علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات کو نفلی نمازیں پڑھو اور اس کے دن میں روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ غروب آفتاب کے وقت سماء دنیا (پہلے آسمان) پر نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ کیا کوئی گناہوں کی معافی چاہنے والا ہے تاکہ میں اس کے گناہوں کو بخش دوں۔ کیا کوئی روزیوں کا طالب ہے؟ جسے میں روزی دوں۔ کیا کوئی بیمار ہے؟ جسے میں شفا دوں۔ کیا کوئی ایسا ہے؟ کیا کوئی ایسا ہے؟

اس حدیث کے راوی ابو بکر بن عبد اللہ بن محمد ہیں جو حدیثیں گھڑ لیا کرتے تھے۔ لہذا یہ حدیث موضوع ہوئی۔

انھیں علی کرم اللہ وجہہ و رضی عنہ سے ایک حدیث اور بیان کی جاتی ہے جسکا ایک ٹکڑا یہ ہے۔

دوسری حدیث:۔ فان اصبح فی ذلک الیوم صائما کان کصیام ستین سنۃ ماضیۃ وستین سنۃ مستقبلۃ اخرجہ ابن الجوزی فی الموضوعات وقال موضوع واسنادہ مظلم انتھی کذا فی تحفۃ الاحوذی ص ۵۳ ج ۲ یعنی شعبان کی پندرہویں تاریخ کا روزہ ایکسو بیس (۱۲۰) سال کے روزے کے برابر ہے۔ علامہ ابن الجوزی نے اس حدیث کو **موضوع** کہا ہے۔

ان جھوٹی اور موضوع حدیثوں کے علاوہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کے مخصوص روزے کے بارے میں کوئی حدیث صحیح قابل احتجاج اب تک میری نظر سے نہیں گذری اور غالبًا ہے بھی نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ شب برات کا روزہ رکھنا بے دلیل اور بدعت ہے۔

تیسری بدعت۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ مردوں کی روحیں شعبان کی پندرہویں رات کو آتی ہیں اور اس عقیدہ کی بنا پر چراغاں کرنا گھروں کی صفائی کرنا، حلوا وغیرہ پکانا، فقیر فقراء کو کھانا تقسیم کرنا، گھروں میں لوبان وغیرہ خوشبودار چیزیں سلگانا وغیرہ اور پھر آتشبازی چھوڑ کر ان روحوں کو بھگانا یہ سب کی سب قبیح بدعتیں ہیں۔ حدیث شریف میں ہے ثم یقال لہ نم فیقول ارجع الی اھلی فاخبرھم فیقولان نم کنومۃ العروس الذی لا یوقظہ الا احب اھلہ الیہ حتی یبعثہ اللہ من مضجعہ ذلک (ترمذی ص ۱۳۶ ج ۱)

بقیہ حاشیہ صفحہ ا ۔ علامہ ابن خلکان "وفیات الاعیان" ص ۸۳ ج ۲ میں سال وفات ۵۳۸ھ تحریر فرماتے ہیں۔ زمخشری مذکور اعتقادًا معتزلی تھے جو اہل سنت کے نزدیک ایک گمراہ فرقہ ہے" وفیات الاعیان" ص ۸۲ ج ۲ میں ہے کان الزمخشری المذکور معتزلی الاعتقاد متظاھرا بہ حتی نقل عنہ انہ کان اذا قصد صاحبا لہ واستاذن علیہ فی الدخول یقول لمن یاخذ لہ الاذن قل لہ ابو القاسم المعتزلی بالباب انتھی بلفظہ۔ یعنی اپنے اعتزال کے ظاہر کرنے میں اس حد تک پہنچے تھے کہ جب کسی دوست کے پاس ملنے جاتے تو دربان سے کہتے کہ جا کر کہدو کہ ابو القاسم معتزلی دروازہ پر کھڑا ہے۔ بعض فقہاء احناف نے ان کی تفسیر "الکشاف" کا مطالعہ بھی حرام کر دیا ہے چنانچہ "الفوائد البھیۃ" ص ۲۰۹ میں ہے حرم بعض فقھائنا مطالعۃ تفسیرہ لما فیہ من سوء تعبیرہ فی تاویلہ وتغییرہ انتھی بلفظہ ۱۲ منہ سلمہ ربہ

یعنی قبر کے حساب کے بعد جنتی سے کہا جائیگا کہ تم سو جاؤ تو وہ کہیگا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے گھر لوٹ کر جاؤں اور انکو یہ ماجرا سناآؤں۔ پس منکر نکیر کہینگے کہ نہیں سو جاؤ جیسے دولھن کہ اسکو سوائے اسکے محبوب شوہر کے کوئی دوسرا نہیں جگاتا حضور فرماتے ہیں کہ (وہ جنتی آرام سے ہمیشہ سوتا رہیگا) یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن اٹھائیگا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جنتی سوال قبر کے بعد جب اپنے اعمال کو دیکھیگا فوراً پکار اٹھیگا رب اقم الساعة اقم الساعة حتی ارجع الی اھلی ومالی۔ مشکوٰۃ ص۲۱ یعنی اے میرے رب قیامت قائم کر! قیامت قائم کرتا کہ میں اپنے اہل وعیال کے پاس جاؤں۔

ان دونوں حدیثوں سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ جنتی کی روح قیامت سے پہلے اپنے اہل وعیال کے پاس نہیں جاسکتی۔ اسی طرح گنہگار کی روح بھی قیامت سے پہلے اپنے اہل وعیال کے پاس نہیں جاسکتی بلکہ قیامت تک برابر ہمیشہ قبر کے عذاب میں مبتلا رہیگی چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ فلا یزال فیھا معذبا حتی یبعثہ اللہ من مضجعہ ذلک ترمذی ص۱۳۵ ج۱ یعنی گنہگار ہمیشہ قبر میں عذاب دیا جائیگا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اس قبر سے نکالے۔

پیارے بھائیو! جبکہ مردوں کی روحوں کا اپنے گھروں کو آنے کا عقیدہ ہی خلاف شریعت ہے تو وہ رسوم جو اس عقیدہ کی بناپر کی جاتی ہیں اُنکا خلاف شرع ہونا اور ان پر عمل کرنیوالوں کا فاسق ہونا ظاہر اور کھلا ہوا ہے۔

قبروں کی زیارت مسنون ہے لیکن پندرہویں شعبان کی خصوصیت کسی آیت یا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہوتی۔ اور اس بارے میں جو حدیث آئی ہے سخت ضعیف اور ناقابل احتجاج ہے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تحفۃ الاحوذی ص۵۲ ج۲

ممکن ہے کہ آپ لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہو کہ گھروں کی صفائی، کپڑوں کی ستھرائی اور مردوں کی روحوں کو ثواب پہنچانے کیلئے فقراء ومساکین کو کھانا وغیرہ دینے یا خیرات وصدقات کرنے کا میں منکر ہوں۔ نہیں! ہرگز نہیں! بلکہ میں مردوں کو ثواب پہنچانے کا قائل ہوں اور اس پر عامل ہوں لیکن سنت کے مطابق اور بس۔ صفائی اور ستھرائی کو ہمہ وقت انسان کے لئے ضروری جانتا ہوں۔

شب برات۔ کی فضیلت میں ان مضامین مذکورہ بالا کے علاوہ دوسرے مضمون کی احادیث بھی آئی ہیں انفرادی حیثیت سے گو سب کی سب ضعیف ہیں تاہم متعدد طرق سے آنے کی وجہ سے مجموعی طور پر اس رات کی فضیلت ایک حد تک ثابت ہو جاتی ہے لیکن بایں ہمہ کوئی خاص عبادت یا کوئی خاص عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس رات یا اس کے دن میں صحیح طور پر ثابت نہیں۔

دعا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ لوگوں کو شرک وبدعت کی گمراہی سے بچائے۔ اپنے صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ اور نیک عمل کی توفیق بخشے۔ اور ہمارے اچھے اعمال کو قبول فرمائے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ آمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔